بات کہی کہ جناب منظور الحسن صاحب نے آپ کے فکر کی وضاحت میں یہ لکھا ہے تو وہ کہتے ہیں' میری تحریر دکھائیں' منظور صاحب میرے ترجمان نہیں ہیں۔ان کو میری تحریر سمجھنے میں غلطی لگ سکتی ہے،لہٰذا میں منظور صاحب کی کسی تحریر کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ جب معاملہ یہ ہے تو ہمیں جناب منظور صاحب کا جواب دینے کی کیا ضرورت ہے۔معلوم نہیں' پہلے کی طرح اب کی بار بھی انہوں نے غامدی صاحب کی فکر کو صحیح سمجھا ہے یا نہیں۔

غامدی صاحب ماشاء اللہ حیات ہیں۔انہیں کسی ترجمان کی ضرورت بھی نہیں ہے۔لہٰذا انہیں اپنے اوپر ہونے والی نقد کی اپنی زندگی میں خود ہی وضاحت کرنی چاہیے۔شاید اس سے بحث کسی مفید نتیجے کی طرف بڑھ سکے۔منظور الحسن صاحب کے جواب کے طور پر غامدی صاحب کی اصول ومبادی کے مرکزی خیال پر ایک تحریر بعنوان ''دین کے منتقل وحجت ہونے کا بنیادی ذریعہ: اجماع یا خبر واحد'' بذریعہ ای میل ماہنامہ 'الشریعہ' میں اشاعت کے لیے بھیج رہا ہوں۔اسی کو میری طرف سے جواب الجواب کے طور پر شائع کر دیا جائے۔

حافظ محمد زبیر
ایسوسی ایٹ' قرآن اکیڈمی
۳۶۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

(۳)

جناب محمد عمار خان ناصر
السلام علیکم

میں الشریعہ کا دو سال سے قاری ہوں۔ میں نے سال پہلے ایک مضمون پر اپنی نقد ارسال کی تھی،مگر معلوم نہیں کیوں قابل اعتنا نہ ٹھہری۔ بہر حال اس وقت خط لکھنے کا سبب مفتی عبد الواحد صاحب کا آپ کی کتاب پر رد ہے اور آپ کی جانب سے اس کا جواب۔

آپ کے جوابی خط میں جو نقطے اٹھائے گئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ مفتی صاحب کے مضمون پر وارد نہیں ہوتے بلکہ وہ نکات اور اشکالات کسی اور بات کی غمازی کرتے ہیں۔ میں آپ کے خط سے جو کچھ سمجھا ہوں، وہ درج ذیل ہے۔

۱۔آپ مجتہد مطلق کے درجے پر فائز ہیں، کیونکہ آپ کا یہ کہنا کہ ''میں نے قرآن مجید کی نصوص کی روشنی میں یہ اخذ کیا ہے'' اس بات پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ قرآن وحدیث سے استنباط مقلد کا وظیفہ نہیں ہے۔(ارشاد القاری الیٰ صحیح البخاری)

۲۔آپ دلائل کے بغیر مفتی صاحب کے اعتراضات سے دامن بچانا چاہتے ہیں، کیونکہ آپ کا کہنا کہ ''میرے موقف پر آپ نے سنت کی تشریعی حیثیت کو بالکل نظر انداز کرنے..... کی پھبتیاں کسی ہیں'' اس بات پر دلالت کرتا ہے۔حالانکہ اگر فرض کر لیا جائے کہ آپ کا نکتہ نظر کچھ اور ہے (جو آپ کی کتاب پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہوگا) لیکن جن عبارات کا یہ حوالہ مفتی صاحب نے دیا ہے،ان پر تو یہ ''پھبتیاں'' بالکل صادق آتی ہیں۔ کچھ ان کا جواب تو ہونا چاہیے تھا۔ یہ کہہ دینا کہ یہ پھبتیاں ہیں،علمی انداز نہیں ہے جس کے آپ اور الشریعہ مدعی ہیں۔

۳۔آپ اجماع کو حجت نہیں مانتے، حالانکہ تمام ائمہ مجتہدین کے نزدیک اجماع حجت ہے۔آپ کی عبارت ''نبی صلی

اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے دیت کی مقدار اور عاقلہ وغیرہ کے معاملات میں اہل عرب کے جس معروف کو اختیار کیا، اس کے ابدی شرعی حکم ہونے کے الگ سے یہ اور یہ دلائل ہیں' اس بات پر دلالت کر رہی ہے۔ دیت کی مقدار پر تمام صحابہ کا اور تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع ہے۔ اگر منطقیات کے ذریعے دلیل شرعی کا ابطال جائز ہے تو یہ خود محتاج دلیل ہے۔

۴۔ آپ سنت کے مفہوم میں خلفاے راشدین کی سنت کو داخل نہیں کرتے۔ ''تو صحابہ کی آرا اور فتاویٰ کو بھی اہل عرب کے عرف پر مبنی سمجھنا چاہیے'' اس بات کی طرف دلالت کرتے ہیں، حالانکہ حضرت عمر کے نزدیک بھی دیت سو اونٹ ہی ہے۔ (کتاب الخراج)

۵۔ سنت کی تشریعی اور غیر تشریعی (قضا اور سیاسہ) تقسیم آپ کا اجتہاد ہے، جیسا کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت کی جو مقدار مقرر فرمائی، وہ تشریع کے دائرے کی چیز ہے یا قضا اور سیاسہ کے دائرے کی'' اس بات پر شاہد ہے۔ میں نے اپنے محدود مطالعے میں اہل سنت والجماعت کی اصول کی کتابوں میں یہ تقسیم نہیں پائی۔

۶۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قضا اور سیاست کے بارے میں آپ کا یہ نظریہ کہ اس کا اتباع لازمی نہیں ہے محتاج دلیل ہے، بلکہ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: 'و اجتهاده صلی الله علیه و سلم بمنزلة الوحی لان الله تعالیٰ عصمه من ان یتقرر رایه علی الخطا' (حجۃ اللہ البالغہ)

میں امید کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا عبارات کو صحت مند تنقید کے طور پر لیا جائے گا اور الدین النصیحۃ کے تناظر میں پرکھا جائے گا۔ آپ سے گزارش ہے کہ اپنی کتاب 'حدود و تعزیرات' بذریعہ وی پی دیے گئے پتے پر ارسال کر دیں۔ جزاکم اللہ

محمد عمران خان عفی عنہ
مکان نمبر ۸۱۲۔ گلی نمبر ۴۷
جی نائن ون۔ اسلام آباد

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے

خطبہ حجۃ الوداع

کا جامع متن (مع تخریج وارد و ترجمہ) اور خطبے کے حوالے سے

مولانا زاہد الراشدی کے محاضرات

www.hajjatujwada.com پر پڑھے جا سکتے ہیں۔